بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون ۲۴۹ — رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

خطبہ جمعہ نمبر

روز اتوار

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲۰ پیسے

جلد ۶۲/۲۷ — ۸ شوال ۱۳۹۳ھ ۴ نبوت ۱۳۵۲ہش ۴ نومبر ۱۹۷۳ء — نمبر ۲۵۰

مرکز سلسلہ ربوہ میں دعاؤں، عبادتوں اور مومنانہ عزم و ہمت کی مخصوص روایات کے ساتھ

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا اکتیسواں بابرکت سالانہ مرکزی اجتماع شروع ہو گیا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا بصیرت افروز افتتاحی خطاب اور اجتماعی دعا

ملک کے طول و عرض سے خدام کی بڑے ذوق و شوق اور کثرت کے ساتھ اپنے اجتماع میں شمولیت

ربوہ ۔ ۳ نبوت ۔ کل ۲ نبوت ۱۳۵۲ ہش (مطابق ۲ نومبر ۱۹۷۳ء) بروز جمعۃ المبارک خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا اکتیسواں سالانہ بابرکت اجتماع اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اسکی رحمتوں کے درمیان سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے زندگی بخش افتتاحی خطاب اور اجتماعی دعا کے ساتھ شروع ہو گیا۔ حضور ایدہ اللہ نے اس امر پر اظہار خوشنودی فرمایا کہ خدام احمدیت ملک کے طول و عرض سے کثرت سے اور بڑے ذوق و شوق کیساتھ اپنے مرکزی اجتماع میں شریک ہوئے ہیں۔ حضور نے اپنے بصیرت افروز افتتاحی خطاب میں خدام کو یہ زریں نصیحت فرمائی کہ وہ اپنے آپکو بنی نوع انسان کی خدمت، ہمدردی اور بھلائی کیلئے وقف کر دیں کیونکہ خیر امت ہونے کے لحاظ سے اُمتِ مسلمہ کو نوعِ انسان کی خدمت ہی کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ لیکن اس فریضہ کو ادا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ احمدی نوجوان اپنی تمام جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور روحانی استعدادوں اور صلاحیتوں کو نشوونما کے کمال تک پہنچانے کیلئے ہر ممکن کوشش کریں۔ حضور نے فرمایا خیر امت ہونے کے لحاظ سے تم نے ہر میدان میں دوسروں سے آگے نکلنا ہے لیکن اپنی خادمانہ حیثیت کو کبھی فراموش نہیں کرنا۔ تم سچی ہمدردی اور بے لوث خدمت کے ساتھ دنیا کے قلوب اسلام کیلئے جیتو اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنے کیلئے اپنی تمام کوششوں کو وقف کر دو۔ حضور نے اپنے اس ولولہ انگیز خطاب سے پیشتر پنڈال سے باہر تشریف لے جاکر لوائے خدام الاحمدیہ اپنے دست مبارک سے لہرایا۔

امسال کے اجتماع کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ حضور ایدہ اللہ کی خواہش اور تحریک کے تحت ۶۶۲ خدام ملک کے طول و عرض سے سائیکلوں پر سفر طے کرکے اپنے مرکز میں تشریف لائے۔ ان میں کراچی اور سندھ جیسے دور دراز علاقے بھی شامل ہیں جہاں سے خاصی تعداد میں خدام سائیکلوں کے ذریعے آئے۔ ربوہ کے ۲۳۲ سائیکل انکے علاوہ ہیں جن کی رجسٹریشن کی گئی۔

امسال اجتماع کے افتتاحی اجلاس میں شرکت کرنیوالے خدام کی تعداد میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے سال گذشتہ کی نسبت بہت خوشکن اضافہ ہوا ہے۔ گذشتہ سال پہلے روز بیرونی مجالس کے ۱۵۴۷ خدام اجتماع میں شامل ہوئے تھے لیکن اسدفعہ پہلے روز ہی ان کی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۲۱۹۹ تک پہنچ گئی جو ملک کی ۵۰۵ مجالس کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اور ابھی خدام و اطفال کی آمد کا سلسلہ برابر جاری ہے۔

حسب سابق امسال بھی یہ اجتماع تعلیم الاسلام کالج کی جنوبی جانب وسیع میدان میں منعقد ہو رہا ہے۔ اس سے ملحق تعلیم الاسلام ہائی سکول کے سامنے کے میدان میں اطفال الاحمدیہ کا اجتماع بھی شروع ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملک کے تمام حصوں سے احمدی بچے اپنے اپنے مربیوں کے ہمراہ شرکت کر رہے ہیں۔

مقام اجتماع میں کل صبح سے خدام داخلہ کے ٹکٹ حاصل کرکے مقررہ قطعات میں اپنے اپنے خیمے نصب کرنے میں مصروف تھے۔ ساڑھے گیارہ بجے محترم چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس مرکزیہ نے معائنہ فرمایا جبکہ خدام اپنے وہ رومال پہنے ہوئے تھے جو بطور نشان حضور نے اُن کیلئے مقرر فرمائے ہیں۔ (باقی صفحہ ۳ پر)

انصار اللہ کے نام

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا پیغام

الحمد للہ ثم الحمد للہ، خدام الاحمدیہ اپنے اجتماع میں شرکت کے لئے بڑی کثرت سے آئے ہیں۔ میں توقع رکھتا ہوں کہ انصار اللہ بھی اسی ذوق و شوق اور کثرت سے اپنے اجتماع میں شریک ہو کر اپنے عمل سے ثابت کر دکھائیں گے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ فضل سے سابق بالخیرات ہیں اور مومن ہونے کی حیثیت میں ان کا قدم ہمیشہ آگے ہی بڑھتا ہے۔

(مرزا ناصر احمد)
خلیفۃ المسیح الثالث ۲ نبوت ۱۳۵۲ ہش

اخبار احمدیہ

ربوہ ۳ نبوت۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:-

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ربوہ ۳ نبوت۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کل نو بجے صبح بذریعہ کار پشاور سے بخیریت ربوہ تشریف لے آئیں۔ الحمد للہ!

حضرت سیدہ ممدوحہ مدظلہا کی طبیعت سفر کی تکان کی وجہ سے ناساز ہے احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کامل صحت عطا فرمائے اور تا دیر سلامت رکھے۔ آمین!

ربوہ ۔ ۳ نبوت ۔ کل بروز جمعۃ المبارک مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پڑھائی۔ اپنے پُر معارف خطبہ جمعہ میں جو قریباً سوا گھنٹہ تک جاری رہا۔ حضور نے گذشتہ خطبہ جمعہ کے تسلسل میں سورہ آل عمران کی آیت کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کی پُر معارف تفسیر کرتے ہوئے بتایا کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے خیر امت ان دو بنیادی صفات کا ذکر فرمایا ہے کہ (۱) وہ ان معنوں میں خیر ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کے نشوونما کو کمال تک پہنچا کر "المقوی" بن جاتی ہے اور اس کا ہاتھ ہمیشہ دوسروں کے اوپر رہتا ہے۔ (۲) خیر امۃ کے دوسرے معنے قرآن کریم نے یدعون الی الخیر میں بیان فرمائے ہیں یعنی قرآن کریم سیکھنا اور سکھانا اور اسکی اشاعت کرنا بھی اُمتِ مسلمہ کی ایک بنیادی صفت ہے۔ اسی سلسلے میں حضور نے بتایا کہ قرآنِ عظیم کا ایک پہلو اس کا کتاب مبین ہونا ہے اور دوسرا پہلو اس کا کتاب مکنون ہونا ہے۔ دونوں پہلو ہی ہمارے لئے خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ جس طرح کتاب مبین کی آج بھی ہمیں ضرورت اور احتیاج ہے اسی طرح کتاب مکنون ہونے کے لحاظ سے بھی ہر زمانہ میں اسکے بطون کھلنے کی ضرورت ہے۔ حضور نے اس سلسلہ میں چار بنیادی باتیں بیان فرمائیں جن سے کتاب مکنون ہونے کے لحاظ سے قرآنِ کریم کی اہمیت و عظمت واضح ہو جاتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جب انسانی زندگی میں اور اسکے علوم میں مسلسل تبدیلی ہو رہی ہے۔ اسلام پر نئے نئے اعتراضات وارد ہو رہے ہیں نئے نئے مسائل سامنے آ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تمام صفات غیر محدود ہیں تو پھر کس طرح قرآن کریم جیسی کامل اور ہمیشہ رہنے والی شریعت کے معنوں اور تفسیر کو محدود کیا جا سکتا ہے۔ حضور نے فرمایا جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ کے مطہر بندوں پر منکشف ہونے والے قرآنی معارف پر پابندی لگانے کی کوشش کریں گے وہ بڑی جہالت کا ثبوت دینگے اور انشاء اللہ کبھی ایسا کرنے میں کامیاب نہیں ہونگے۔ آخر میں حضور نے اسی سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد نہایت ایمان افروز اور زندگی بخش ارشادات پڑھ کر سُنائے اور خیر امت کی بنیادی صفات پیدا کرنے کے سلسلے میں

پبلشر: مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبدالحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ جمعہ

گذشتہ سیلاب کی وجہ سے پاکستانی بھائیوں کو جو تکلیف اور دکھ پہنچا ہے جماعت احمدیہ انکی اس تکلیف اور دکھ میں برابر کی شریک ہے

میرے دورۂ یورپ کے دوران جماعت انگلستان نے میزبانی کے فرائض خوش اسلوبی اور پیار سے ادا کئے اللہ تعالیٰ انہیں احسن جزاء دے

یورپ میں تبلیغ اسلام کا ایک بہت بڑا منصوبہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذہن میں ڈالا ہے جسکی تفصیلات میں جلسہ سالانہ پر جماعت کو بتاؤں گا

دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سیلاب زدگان کی تکالیف دور فرمائے اور ہمیں رسول کریمؐ کی بعثت کو پورا کرنے کے سامان جلد میسر آجائیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۸ رتبوک ۱۳۵۲ھ (مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۷۳ء) بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

مرتبہ:- مکرم یوسف سلیم صاحب شاہد ایم اے انچارج شعبہ زود نویسی ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی:-

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا (الانعام ۶۰)

اور پھر فرمایا:-

۱۳ ماہ وفا (جولائی) جمعہ کے دن صبح کو خاکسار یہاں سے کراچی اور پھر وہاں سے انگلستان اور یورپ کے دوسرے ملکوں کے دورے پر روانہ ہوا تھا اور ۲۶ رتبوک (ستمبر) بدھ کے مبارک دن (مبارک میں اسلئے نہیں کہہ رہا کہ کوئی پچھلے واقعات ہیں بلکہ سفر کی برکتوں کی وجہ سے کہتا ہوں) ہم واپس یہاں پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کی برکتوں اور

رحمتوں کے نظارے

دیکھ کر پیر کو ہم وہاں سے روانہ ہوئے اور ایک دن کراچی میں ٹھہر کر بدھ کو یہاں پہنچ گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس عرصہ میں اس دورے میں اللہ تعالیٰ کی کچھ عظمتیں مشاہدہ میں آئیں۔ کچھ قادرانہ تصرفات جو غیر معمولی نوعیت کے تھے آپ لوگوں نے یہاں مشاہدہ کئے سیلاب کے رنگ میں اور اسکے اثرات کی شکل میں۔ چنانچہ اسوقت میں پہلے یہاں جو سیلاب آئے ہیں ان کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ شاید لمبا خطبہ اسلئے نہ دے سکوں کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے اس سفر میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی وہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فضل بھی فرمایا کہ اس عرصہ میں تھکان اور کوفت کا احساس بہت کم ہوا لیکن یہاں آنے کے بعد پچھلے دو ماہ کی کوفت کا اکٹھا احساس پیدا ہو گیا چنانچہ پچھلے دو دن میں جسم کا رُواں رُواں درد محسوس کرتا رہا اور آج بھی پوری طرح تھکان دور ہونے کا جو احساس ہوتا ہے وہ نہیں ہے تاہم یہ چیزیں تو بہرحال انسانی جسم کے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔

اگست کی ۱۱ یا ۱۲ تاریخ کو ہمیں یہ اطلاع ملی کہ پاکستان میں

بڑے زبردست سیلاب

آئے ہیں۔ یورپین ملکوں کا ہمارے ساتھ غیر دوستانہ برتاؤ کا یہ حال ہے کہ ایک دن کسی نے اطلاع دی کہ بی بی سی ٹیلیویژن پر پاکستان کے سیلاب کے مناظر دکھائے جائینگے چنانچہ ہم نے وہ مناظر دیکھے۔ پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ آبادیاں تو نظر نہیں آتی تھیں کہیں کہیں درختوں کی چوٹیاں یا کوئی اونچی جگہ یا کوئی بچا ہوا گھر دکھائی دیتا تھا۔ ایک جگہ خشکی پر سو کے قریب آدمی دکھائے گئے تھے کہ یہ لوگ بچ گئے ہیں اور ارد گرد کے دیہات سے وہاں اکٹھے ہو گئے ہیں جن میں زیادہ عورتیں تھیں اور کچھ مرد اور بچے تھے۔ پھر نظارہ دکھایا گیا روٹی کی تقسیم کا۔ اور اسوقت آنکھ نے جو دیکھا وہ بڑا ہی دکھ دہ منظر تھا۔ بیچارے مصیبت زدہ لوگوں کے ہاتھ میں ایک ایک یا دو دو روٹیاں ہیں اور ایک ہاتھ اُن روٹیوں پر بھاجی سی کوئی چیز ڈال رہا ہے تب نظر اُٹھا کر جو دیکھا تو جو بھاجی تقسیم کرنیوالا تھا وہ ایک سکھ صاحب تھے اپنے کیسوں اور پگڑی سمیت۔ معلوم ہوتا ہے کہ بی بی سی کے نمائندے نے ہندوستان کی کوئی پرانی فلم لی اور بڑے ذلیلانہ طریقے پر کھانے کی تقسیم کا منظر پیش کر کے اس طرف توجہ پھیری کہ دیکھو مسلمان کیسے ذلیل طریقے سے کھانا کھلاتے اور کھلاتے ہیں حالانکہ اس طرح ہاتھ سے اُٹھا اُٹھا کر بھاجی روٹیوں پر دینا مسلمان کی روایت کے خلاف ہے۔ اب دیکھو کہا یہ گیا تھا کہ یہ پاکستان کے سیلاب کے نظارے ہیں جو دکھائے جائینگے مگر جو دکھایا گیا وہ کلیۃً ایک حصہ اہل پاکستان کی روایت کے خلاف تھا۔ یا تو یہ جہالت کی انتہا ہے اور یا شرارت کی انتہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر فضل کرے۔ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں یہ تو وہ جانیں ہم تو یہ جانتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے کیا اس سے خود اپنی تذلیل کی۔

جب مجھے سیلاب کی اطلاع ملی تو طبیعت میں بڑی بے چینی اور گھبراہٹ پیدا ہوئی اور اِدھر اُدھر سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اپنے سفارت خانہ سے بھی رابطہ قائم کیا لیکن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی زیادہ فائدہ نہ ہوا۔ میں نے یہاں ہدایت کی تھی کہ روزانہ اطلاع آنی چاہیئے روزانہ نہیں کم از کم ہفتے میں دو دفعہ تو ضرور مجھے اطلاع ملنی چاہیئے۔ پھر میں نے یہ ہدایت بھی دی کہ جماعت کام کرے۔ یہ کام کا وقت ہے اور پھر ایک دفعہ تو یہ ہدایت بھی دینی پڑی کہ پیسے کی پرواہ نہ کی جائے۔ انسانی دُکھ اور درد کو دُور کرنا (جہاں تک ہمارے امکان میں ہے وہ) ضروری ہے اور اس سے غفلت نہیں برتنی چاہیئے۔

بہرحال مجھے تو اب بھی زیادہ علم نہیں ہے۔ تاہم

بڑے بھیانک واقعات

سُننے میں آتے ہیں۔ ملک کے جن حصوں میں سیلاب آئے ہیں یا جو حصے سیلاب کی زد میں آئے ہیں وہاں بڑی سخت تباہی آئی ہے یہ صحیح ہے کہ اکثر اونچے مقامات پر سیلاب نہیں آیا لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ جہاں جہاں سیلاب آیا ہے وہاں اس نے بڑی سخت تباہی مچائی ہے اور لوگوں کو بڑا دکھ اور تکلیف اٹھانی پڑی ہے۔ یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ جہاں سیلاب آیا وہاں (اپنے احمدیوں کی میں بات نہیں کر رہا) دوسرے پاکستانی بھائیوں نے کہا کہ یہ سیلاب تو طوفان نوح کی طرح ہے۔ پھر یہ بھی سننے میں آیا کہ بعض لوگوں نے کہا اسے عذاب نہ کہو کیونکہ پھر تو جماعت احمدیہ کو تقویت پہنچے گی بہرحال جس کی جو خواہش تھی اس کے مطابق اُس نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اپنے عقائد کو بدلنے کی کوشش کی۔ اپنے اس لئے کہ قرآن کریم میں وہ بیان ہوئے ہیں اور بدلنے کی کوشش اس لئے کہ اس وقت یہی طریق چل رہا ہے۔ کیونکہ دین سے ایک بُعد پیدا ہو چکا ہے۔

قرآن عظیم میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ایک تو غیب کی چابیاں ہیں اور دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی غیب کو جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی ہستی علام الغیوب نہیں ہے یہ ایک معنی نہیں بلکہ یہ دو مختلف معانی ہیں ایک تو یہ بتایا گیا ہے کہ غیب کی چابیاں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اور دوسرے یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی چیز غیب نہیں ہے۔ انسان جس معنی میں بھی غیب کے لفظ کو استعمال کرے اللہ تعالیٰ کے حضور وہ غیب نہیں ہے بلکہ وہ اس کے علم میں ہوتا ہے۔

غیب کے لفظ کو ہم اپنی زبان میں

دو معنوں میں

استعمال کرتے ہیں۔ ایک اس معنی میں کہ شئی موجود تو ہے لیکن ہمارے علم میں نہیں ہے مثلاً سونے کی کانوں میں جو سونا ہے وہ موجود تو ہے اور اس کا وزن بھی معیّن ہے لیکن ہمیں اس کا پتہ نہیں ہے کہ کس کان میں سونا ہے اور ہے تو کتنا ہے ہمارے لئے وہ غیب میں ہے۔ سمندروں کی تہ میں موتی ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے جو سمندر میں پنہاں ہے کچھ حصوں میں تو انسان نے نئے آلات کے ساتھ غوطہ زنی کرکے بعض چیزوں کو پہچانا اور باہر نکالا لیکن ہزارہا بلکہ بے شمار چیزیں ایسی ہیں جو انسان کے لئے غیب میں ہیں۔

اسی طرح ایک ہی وقت میں امریکہ ہمارے لئے اس وقت غیب کی حالت میں ہے یعنی ہمارے علم میں نہیں ہے کہ وہاں اب کیا ہو رہا ہے وہاں تو اس وقت رات کا وقت کے لحاظ سے نو گھنٹے ہم سے پیچھے ہونے کی وجہ سے وہ سوئے ہوئے ہیں۔ گویا امریکہ اس وقت سویا ہوا ہے اور اس معنی میں بھی عملاً اندھیروں میں ہے لیکن ہمارے لئے اس وقت کے امریکہ کے حالات غیب میں ہیں۔ ہمارے لئے اس وقت لاہور، کراچی، حیدرآباد، راولپنڈی، اسلام آباد، پشاور وغیرہ کے حالات غیب میں ہیں۔ پس چیز موجود تو ہے۔ ایک واقعہ ایک حقیقت تو ہے لیکن ہمارے علم میں نہیں اس معنی میں ہم

غیب کا لفظ

استعمال کرتے ہیں لیکن کوئی شئے جو موجود ہے یا کوئی واقعہ جو ہو رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ وہ اس کے لئے غیب نہیں ہے۔ دوسرے ہم غیب معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں کہ ایک چیز کا اس وقت وجود تو نہیں لیکن مستقبل میں پیدا ہونے والی ہے ابھی اُس نے وجود نہیں پکڑا مثلاً اگر ہم ماضی پر قیاس کریں زمین کے اندرونے (مافی البر) پر نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک لمبے عرصہ کے مختلف اور بڑے لمبے ادوار میں کیمیاوی اجزاء کی تبدیلی کے نتیجہ میں ہیرا بنتا ہے۔ ہو سکتا ہے (میں ہو سکتا اس لئے کہتا ہوں کہ ماضی میں ایسا ہوا) کہ کچھ اجزائے ارضیہ آج سے دو سال کے بعد ہیرے کی شکل اختیار کریں۔ آج نہ ہمیں ان کا علم ہے اور نہ ہمارے علم میں وہ آسکتے ہیں کہ اُن میں یہ تبدیلی آنے والی ہے کیونکہ اس وقت ان کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ اجزائے ارضیہ کے ہیرا بننے کے لئے اللہ تعالیٰ نے گویا اپنی قدرت کی چابی لگائی ہے پس

"مستقبل" کا مطلب

یہ ہے کہ وہ چیزیں ابھی معرض وجود میں نہیں آئیں مثلاً ایسی تمام بشارتیں جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آپ کے طفیل مہدی معہود علیہ السلام کے ذریعہ جماعت احمدیہ اور نوع انسانی کو دی گئیں جو ابھی تک پوری نہیں ہوئیں اور آئندہ پوری ہونے والی ہیں اُن کا آج کوئی وجود نہیں ہے لیکن خدا تعالیٰ کی قدرت کی جو چابی ہے وہ ہر شئی کا وجود پیدا کرنیوالی ہے گویا مفاتح الغیب کے ایک معنی یہ ہیں کہ جب تک خدا تعالیٰ نے کنجی نہ لگائے کوئی چیز عدم سے جو ایک غیب کی کیفیت ہے وجود میں جو حال کی کیفیت ہے تبدیل نہیں ہوتی۔

اس آیہ کریمہ میں (میں اس کی پوری تفسیر اس وقت بیان نہیں کروں گا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ درخت کا کوئی پتہ نہیں گرتا جب تک کہ اسکے علم میں نہ ہو غیب کے ہر دو معنی سے اسکا تعلق ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم آسمان سے نہ آجائے اس وقت تک کوئی چھوٹی سے چھوٹی چیز مثلاً درخت کے پتے کا اپنی شاخ سے گر جانا یا بڑی سے بڑی چیز مثلاً سیلابوں کا آنا جو ایک بڑے علاقہ کو تہ و بالا کرکے انتہائی تباہی کے نظارے ہمارے سامنے رکھتے ہیں یہ خدا تعالیٰ کے منشاء اور اسکے حکم اور علم کے بغیر نہیں ہوتا۔ یہ ایک حقیقت ہے جس کو ایک مسلمان فراموش نہیں کر سکتا ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ پانی کی یہ طوفانی لہریں اور یہ سیلاب اللہ تعالیٰ سے بغاوت کر کے نہیں آئے کیونکہ عناصر خدا سے بغاوت کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے یہ کہنا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ نے چاہا۔ اُس نے اپنی مفتاح لگائی (کیونکہ سیلاب کی شکل میں پانی موجود نہیں تھا) اس کا حکم نازل ہوا اور پانی کے قطروں کا اس قدر بھرا ہوا اجتماع ہو گیا جس نے بڑے بڑے اونچے درختوں کو جن کی جڑیں اُن کی لمبائی کے مطابق زمین کے اندر گڑھی ہوئی تھیں اُن کو جڑوں سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ ایک دوست نے مجھے بتایا کہ بعض جگہوں پر تین تین منزلہ مکان جب طوفانی لہروں کی زد میں آئے تو اس طرح بہہ گئے جس طرح کوئی ٹوٹی ہوئی شاخ پانی میں بہہ جاتی ہے تاہم اس قسم کا جو خطرناک سیلاب آیا ہے خدا سے باغی ہو کر نہیں آیا۔ ہو سکتا ہے انسان کی بغاوت کو دور کرنے کے لئے یا ان کو کوئی سبق دینے کے لئے آیا ہو (اس وقت میں یہ نہیں بتا رہا میں اپنا مضمون بیان) اور اسکے مختلف پہلو آہستہ آہستہ بتاتا چلا جاؤں گا تا کہ ہم سمجھ سکیں ہم تسلیم کرنے پر مجبور ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس خطۂ ارض اور اس ملک میں اس قسم کی ایک زبردست تباہی آئے سیلاب کے پانیوں نے بعض علاقوں کو اپنی لپیٹ میں لیا اور بعض کو نہیں لیا۔ لیکن اس کے نتیجہ میں جو

اقتصادی بے چینی اور بحران

پیدا ہوا ہے وہ اگرچہ نظر آنے والی لہریں تو نہیں ہیں لیکن درحقیقت بڑے گہرے گھاؤ کرنے والی لہریں ہیں۔ ہماری ساری اقتصادیات پر سیلاب کی زد پڑی ہے۔ اقتصادی ترقیات کے سارے منصوبے سیلابوں کی زد میں آئے ہیں جہاں سیلاب نہیں آئے وہ علاقے بھی شدید متأثر ہوئے ہیں مثلاً کراچی ہے۔ کراچی شہر کے اندر سیلاب کا پانی نہیں آیا۔ بارشوں کا پانی بھر گیا تھا مگر جلدی نکل گیا لیکن جہاں سیلاب آیا مثلاً جھنگ میں بڑا خطرناک سیلاب آیا چنانچہ جس طرح جھنگ میں اشیائے ضرورت بہت مہنگی ہو گئیں اسی طرح کراچی میں بھی مہنگی ہو گئیں حالانکہ وہاں سیلاب نہیں تھا لیکن کراچی میں سیلاب کے اثرات پہنچ گئے اور وہ ایسے اثرات تھے جو تکلیف دینے والے اور دکھ پہنچانے والے تھے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ یہ دکھ اور یہ تکلیف اللہ تعالیٰ کے منشاء اور اسکے اذن اور اس کے حکم اور اس کے چابی لگانے سے آتی ہیں یہ ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا۔ اس کے علاوہ قرآن کریم نے اس قسم کے حوادثات کی مصلحتیں بتائی ہیں جو سب خدائی منشاء کے مطابق آتے ہیں۔ چنانچہ ایک مصلحت یہ بتائی ہے کہ جب خدا تعالیٰ اپنی توحید کے قیام کے لئے کسی بندہ کو اس دنیا میں بھیجتا ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد غلبۂ اسلام کے لئے کسی کو مامور کر کے بھیجتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی انبیاء آئے اور آپ سب کے بادشاہ اور سرتاج بن کر تشریف لائے۔ غرض جب دنیا خدائے واحد اور اس کے رسول اور مامور کی طرف توجہ نہیں کرتی تو اللہ تعالیٰ حوادث کی چابیوں کو حرکت میں لاتا ہے اور اس قسم کے حالات پیدا کر دیتا ہے۔ ایک اور مصلحت مثلاً یہ ہوتی ہے کہ اس طرح سے لوگوں کو اچھی طرح سے ہلایا جاتے اور یہ اس لئے نہیں ہوتا کہ ان کو ابدی ہلاکت ملے بلکہ اس لئے ہوتا ہے کہ وہ ابدی لعنت سے خود کو محفوظ کرنے کی طرف متوجہ ہوں

پھر ایک مصلحت یہ بتائی کہ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ جس وقت اس قسم کے حالات پیدا ہوں تو ان کے نتیجہ میں لوگوں کی بھلائی اور روحانی ترقیات کے سامان پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے اس واسطے جو ذمہ داریاں "امتحان" ڈالتے ہیں یا جو ذمہ داریاں "ابتلاء" پیدا کرتے ہیں اگر انسان ان ذمہ داریوں کو نباہے تو اس کے نتیجہ میں یہ خوشخبری ملتی ہے۔

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (البقرہ: ۱۵۷)

غرض اس قسم کے

امتحان اور ابتلاء کے نتیجہ میں

اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو اور بھی زیادہ پختہ اور مضبوط بنا لیتے ہیں اور ان میں کوئی بُعد اور جدائی باقی نہیں رہتی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ میں قرب کا یہی مقام بیان ہوا ہے۔ یعنی دوری کے جو امکانات تھے اب رجوع الیہ کر کے ہم اس دوری کو اس بُعد کو قرب میں تبدیل کریں گے۔

پھر حالات خواہ لوگوں کو جھنجھوڑنے کے لئے آئیں یا روحانی ترقیات کے لئے ہوں۔ ان کی وجہ سے انسان پر بہت سی ذمہ داریاں آ پڑتی ہیں اسلئے

اصل بحث یہ نہیں کہ ایسا کیوں ہوا؟ اصل چیز تو یہ ہے کہ جو مصلحتیں قرآن کریم نے بیان کی ہیں، ان مصلحتوں کے مطابق ہم اپنی زندگیوں میں تبدیلی پیدا کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر ہم وہ تبدیلی پیدا کر لیتے ہیں۔ اگر ہم الٰہی اشاروں کو سمجھ لیتے ہیں اور الٰہی منشاء کے مطابق اپنے ذہنوں میں، اور اپنے خیالات میں اور اپنے عقائد میں اور اپنے رجحانات میں اور اپنی عادات میں تبدیلی پیدا کر لیتے ہیں تو وہ مصیبت جو بہت بڑے پیمانہ پر پھیلی نہیں ہوتی اس کا اثر باقی نہیں رہتا بلکہ محدود اور مفید بن جاتا ہے۔

پس امتحان اور ابتلاء میں کامیاب ہونے والے شخص کے چہرے پر ایسی طرح بشاشت کھیلنے لگتی ہے اور کوفت دور ہو جاتی ہے جس طرح اچھا نتیجہ نکل آنے پر راتوں کو جاگنے والے طالب علم کی کوفت دور ہو جاتی ہے۔ چہرے پر بشاشت اور سرخی آ جاتی ہے دن رات پڑھتے رہنے کی وجہ سے آنکھوں میں جو گڑھے پڑ جاتے ہیں اور کوفت کے آثار چہرے پر نمودار ہوتے ہیں۔ وہ سب دور ہو جاتے ہیں۔ اس کی بجائے چہرے پر بشاشت کھیل رہی ہوتی ہے اور خوشحال انگ انگ سے

چشمہ کے پانی کی طرح

پھوٹ کر باہر نکل رہی ہوتی ہیں۔ امتحان اور ابتلاؤں کی کچھ اور مصلحتیں بھی بیان ہوئی ہیں لیکن موٹی موٹی چیزیں یہی ہیں جن کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ایسے حالات سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان پر ظلم کیا ہے وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ بلکہ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور خدا تعالیٰ نے انسان کو اس کو اپنے ظلم سے بچانے کی خاطر کفارہ کے طور پر اور ایک انتباہ کے لئے اس قسم کے دکھوں اور تکلیفوں کے سامان اس دنیا میں پیدا کئے تا وہ ان دکھوں سے نجات کے طریقوں کو تلاش کر کے اخروی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرے

پس پاکستان میں جو سیلاب آئے اور ہمارے بہت سے بھائیوں کو جو دکھ اور تکلیفیں پہنچیں، جماعت احمدیہ ان کے دکھوں میں برابر کی شریک ہے۔ چنانچہ اس موقعہ پر احمدی بڑوں نے بھی اور احمدی بچوں نے بھی، احمدی جوانوں نے بھی اور احمدی بوڑھوں نے بھی، احمدی مردوں نے بھی اور احمدی عورتوں نے بھی اپنے دکھ اور تکالیف بھول کر اپنے بھائیوں کو دکھوں سے بچانے کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دی۔ مجھے امید ہے کہ جماعت احمدیہ کی تاریخ کے یہ اوراق اپنی پوری تفصیل کے ساتھ محفوظ کر لئے گئے ہوں گے۔ اگر نہیں کئے گئے تو اب پوری تفصیل کے ساتھ محفوظ کر لینے چاہئیں۔ ان کو شائع کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن ہماری تاریخ میں یہ واقعات محفوظ ہونے چاہئیں کہ کس طرح نوجوانوں نے اپنی عمر کے مطابق اور بڑوں نے اپنی عمر کے مطابق ذمہ داری کے جو کام تھے وہ ہر قسم کی تکالیف اٹھا کر سرانجام دیئے اور اپنے پاکستانی بھائیوں کی تکلیفوں کو دور کرنے کی حتی المقدور کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے احسن عطا فرمائے اور اپنے فضلوں اور رحمتوں کے سمندر سے بہت بڑا حصہ ان کے لئے مقدر کرے

غرض جہاں پاکستان میں سیلاب کے دکھ دہ حالات دیکھ کر تکلیف پہنچی تھی وہاں یہ دیکھ کر خوشی بھی ہوتی تھی کہ جماعت نے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھا اور صحیح طریقہ پر اپنی ذمہ داریوں کو نباہنے کی پوری کوشش کی۔

جہاں تک میرے اس دورے کا تعلق ہے اس وقت میں زیادہ تو کچھ نہیں بیان کروں گا۔ البتہ ابتدا کر دیتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ انگلستان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک بہت بڑی جماعت

قائم ہوچکی ہے اُن کی تربیت کا خیال تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے تبلیغی امور اور تربیتی اعمال کی طرف انہیں متوجہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے ان مخلصین کو توفیق عطا فرمائی کہ وہ اسلام کی خاطر مجنونانہ کام کے لیے تربیت حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُن کی اخلاقی اور روحانی قوتوں کی نشوونما میں اور بھی اضافہ کرے۔

پھر جہاں تک اُن کی مہمان نوازی کا تعلق ہے۔ اس دفعہ جماعت احمدیہ انگلستان نے پوری مہمان نوازی کی ہے یہاں سے تو ہم تھوڑی سی رقم لے جا سکتے تھے چنانچہ پانچ سو ڈالر لے کر گئے تھے اور وہ بھی انہوں نے انگلستان میں قبول نہیں کیے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری خواہش ہے کہ ہم پوری میزبانی کریں۔ جب ہم نے یورپ کے ممالک کا دورہ کیا تو یہ رقم وہاں خرچ ہوئی لیکن انگلستان میں وہاں کی جماعت نے مکمل طور پر میزبانی کے فرائض بڑی خوش اسلوبی اور انتہائی پیار کے ساتھ ادا کیے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مہمان نوازی کا بہت خرچ تھا اور کچھ خرچ کے علاوہ انہوں نے کھانے پکانے وغیرہ کے سلسلہ میں دن رات خدمت کی ہے کیونکہ جہاں جماعت احمدیہ کا امام ہوگا وہاں لوگ آئیں گے دن کو بھی آئیں گے اور رات کو بھی آئیں گے۔ چنانچہ بعض دفعہ عام اتوار کے دنوں میں وہاں اڑھائی اڑھائی۔ تین تین سو آدمی جمع ہو جاتے تھے اور وہ اُن کے لئے کبھی کھانے اور کبھی لائٹ ریفرشمنٹ (LIGHT REFRESHMENT) مثلاً چائے کافی اور بسکٹ وغیرہ کا انتظام کرتے تھے۔ اس ساری میزبانی کا خرچ وہ خود برداشت کرتے تھے۔ میں نے اُن سے یہ بھی کہا کہ یہ تو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لنگر

ہے اس لئے جو کھانے کا خرچ ہے اس کو ہم خود اٹھائیں گے۔ انہوں نے جواب دیا اور مجھے وہ ماننا پڑا کہ ہمارا بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لنگر ہی کا حصہ ہے۔ آپ ہمیں اس کی اجازت دیں تاکہ ہم اس کا ثواب حاصل کریں اور وہ انتظام بھی یعنی کھانے پینے کا سارا انتظام نوجوان بچے خود کرتے تھے۔ آپ اُن کی شکلیں اور اُن کا انگلستان کا صاف ستھرا لباس دیکھ کر یہ سوچ بھی نہیں سکیں گے کہ وہ سارا دن صبح سے لے کر شام تک قافلے اور دوسرے مہمانوں کے لئے کھانا تیار کرنے میں مصروف رہتے ہوں گے۔ اور ہمارے لئے وہاں کی مسلم لجنات کے علاوہ امام رفیق کی اہلیہ صاحبہ اور اُن کے بچوں نے کھانا تیار کرنے کا بڑا کام کیا۔ حفاظت کے خیال سے باہر سے کوئی چیز لے کر آنا اور پھر خود پکانا بڑا کام تھا۔ کوئی باہر سے کھانے والا تحفہ بھی آجائے تو وہ علیحدہ رکھ دیتی تھیں کہ یہ ہمارے گھر کا پکا ہوا نہیں ہے بلکہ فلاں جگہ سے تحفہ آیا ہے۔

غرض صبح سے لیکر شام تک ہمارے نوجوان خدام باورچی خانہ میں رہتے تھے پھر انکو تو بہت انتظام کرنا پڑتا تھا۔ مثلاً برتنوں کی صفائی وغیرہ۔ اگرچہ وہاں یہ سہولت ہے کہ چائے کی پیالی دھونی نہیں پڑتی۔ گتے کی بنی ہوئی ہے جسے لوگ چائے پی کر پھینک دیتے ہیں اور وہ کوڑے کرکٹ میں چلی جاتی ہے لیکن پھر بھی دودھ اور چائے وغیرہ تیار کرنا بڑا کام ہے۔ ایک دن پتہ لگا کہ ایک گود کا بچہ آیا ہوا تھا اور وہ رو رہا تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ شاید اس کو دودھ مہیا نہیں کیا گیا۔ میں نے خدام سے کہا کہ تم ایسے بچوں کے لئے دودھ بھی رکھا کرو کیونکہ ایسی مائیں آئیں گی جو اپنے کم سن بچوں کو گھر نہیں چھوڑ سکتیں۔ ایسے بچوں کی خوراک کا لنگر میں انتظام ہونا چاہیے پھر بعد میں پتہ لگا کہ دودھ تو تھا لیکن ماں تو اتنی مصروف تھی کہ اسے بچے کو دودھ پلانے کی فرصت نہیں تھی۔ وہ اپنے دوسرے دینی کاموں میں اتنی مشغول ہوئی کہ اسے بچے کو دودھ پلانے کا خیال ہی نہ رہا۔ چنانچہ بچہ رو رہا تھا اس کے رونے کی وجہ سے میرے علم میں یہ بات آئی کہ بچے کو دودھ نہیں ملا۔ بعد میں پتہ لگا کہ ماں کو وقت نہیں ملا دوسرے کاموں میں لگی ہوئی تھی کوئی تقریب تھی یا شاید منصورہ بیگم کی ملاقات تھی۔

بہرحال اتنے پیار سے اور اتنی قربانی دے کر ان لوگوں نے کام کیا ہے کہ میں ان کے اخلاص کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا اور اسی لیے میں نے ان فقروں کی ابتداء میں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہی اُن کو احسن جزا دے۔

پھر جہاں تک اُن کی تربیت کا تعلق ہے میں نے اپنے خطبات جمعہ میں ان کو نصائح کیں وہاں ہمارا جلسہ سالانہ ۹ر ستمبر کو تھا اس میں ان کو نصیحتیں کیں۔ ۱۰ر ستمبر کو ہمارے مبلغین کی کانفرنس تھی اس میں مبلغین کو سمجھایا۔ اسی طرح لجنہ اماء اللہ۔ چھوٹی بچیوں کو پھر خدام الاحمدیہ کو نصیحتیں کیں۔

پھر آخری جمعہ میں میں نے خلاصۃً بیان کیا کہ میں نے تمہیں یہ چیزیں بتائی ہیں کچھ تمہارے نفوس کی طہارت کے لئے اور کچھ اپنے نفس کی طہارت کے لئے۔ ایک بات آپ کو بھی بتا دیتا ہوں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسلام کی ساری جنگیں صرف امام کو ڈھال بنا کر لڑی جا سکتی ہیں فرمایا

"اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَآئِهٖ"

اس حدیث کی اور بھی بہت سی تشریحیں کی جا سکتی ہیں لیکن اس میں ایک بڑا ہی پیارا مفہوم جو ادا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کی ساری جنگیں صرف امام کی ڈھال کے پیچھے کھڑے ہو کر لڑی جا سکتی ہیں۔ ہمارے کئی واقف زندگی ایسے ہیں جو انجام بخیر کو پہنچے یا جن کے انجام بخیر کی ہم توقع رکھتے ہیں اور اُن کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ کئی ٹھوکر بھی کھاتے ہیں۔ آدم کے زمانہ سے اس وقت تک شیطان انسان کے ساتھ لگا ہوا ہے لیکن ٹھوکر کی ابتداء یوں ہوتی ہے کہ ہمیں وقف سے فارغ کر دیں ہم اسلام اور احمدیت کی خدمت میں ساری زندگی گذار دیں گے۔ مگر جب تم امام کی ڈھال کے پیچھے سے ہٹ جاؤ گے تو پھر یا تو نعوذ باللہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان غلط ہوگا یا تمہاری خواہش پوری نہیں ہوگی (صدق اللہ و رسولہ) کیونکہ اسلام کی جنگ الٰہی سلسلہ کی جنگ تو امام کو ڈھال بنا کر اسکے پیچھے لڑی جا سکتی ہے ورنہ نہیں لڑی جا سکتی اس حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد دو چیزیں سامنے آتی ہیں ایک یہ کہ کبھی امام مصلحت بتائے گا اور کہے گا کہ یہ حکم ہے اس میں یہ یہ مصلحتیں ہیں اسکے نتیجہ میں میں تمہارے سامنے یہ پروگرام رکھتا ہوں اور کبھی کہے گا میں تمہیں مصلحتیں نہیں بتاتا۔ تمہیں یہ حکم ہے کہ مجھے ڈھال بنا کر میرے پیچھے کھڑے ہو کر جنگ لڑو۔

پس بہت سے پروگرام ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے متعلق مصلحتیں ہم نہیں بتاتے کیونکہ مصلحت بتانے میں مصلحت نہیں ہوتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ہماری بات کرنا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مثلاً میں نے انگلستان میں کہا کہ ہر احمدی بچہ یعنی طفل اور ہر خادم اور ناصرات کی ہر ممبر اپنے پاس ایک ربڑ کی غلیل اور چھ غلولے رکھے۔ اب انگلستان میں رہائش کا جو طریق ہے وہاں غلیل استعمال ہی نہیں ہو سکتی۔ دس دس گز کے تو ان کے صحن ہوتے ہیں۔ ان کی عمارتوں کے ساتھ باغ نہیں ہوتے الا ماشاء اللہ۔ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کے محلوں کے ساتھ چھ چھ سو ایکڑ کے باغات ہیں۔ لیکن میں عام طور لندن کی بات کر رہا ہوں۔ جہاں غلیل نہیں چل سکتی۔ چنانچہ میں نے ان کو یہی سمجھایا کہ یہاں غلیل رکھنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہمسایہ کے بچے کے سر پر غلولہ جا لگے۔ لیکن میں حکم دوں گا کہ غلیل رکھو۔ لیکن اس کی مصلحت نہیں بتاؤں گا۔ بلکہ یہ

میری خواہش ہے

کہ ہر ناصرہ۔ اور ہر خادم اور ہر طفل اپنے پاس غلیل رکھے اور پلاسٹک کی چھوٹی سی تھیلی میں چھ غلولے بھی موجود رہیں۔ یہ مثال میں نے اس لئے دی ہے کہ میں آپ سے بھی یہ کہتا ہوں۔ جیسا کہ پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ یہاں بھی ہمارا ہر خادم، ناصرات کی ہر ممبر اور ہر طفل ایک غلیل اور چھ غلولے اپنے پاس رکھے۔ اچھے غلولے۔ یہی ہوتے ہیں جو مٹی سے بنائے جاتے ہیں کیونکہ اگر اس میں پتھر کا ٹکڑا رکھا جائے تو اس میں حادثہ کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔ اس لئے بچوں کو تربیت بھی دی جائے کہ اس کا صحیح استعمال کرنا ہے۔ وہاں میں نے بتایا تھا کہ دیکھو ربوہ میں بعض ایسے بچے ہیں۔ کہ جو ربڑ کی غلیل سے بیس بیس فاختہ شکار کر لاتے ہیں اور ان کے خاندان کو نہایت صحت مند گوشت مل جاتا ہے۔ مگر تمہیں نہیں ملے گا کیونکہ تمہارا معاشرہ اور قسم کا ہے۔ لیکن امام کہتا ہے کہ اپنے پاس غلیل رکھو اس لئے تم اپنے پاس غلیل رکھو۔ آپ کو بھی جب میں یہ کہتا ہوں کہ غلیل رکھو تو رکھیں۔ اُن کے متعلق تو مجھے رپورٹ مل جائے گی وہ ضرور لے لیں گے کیونکہ وہاں سہولت سے غلیل مل جاتی ہے۔ اُن کے لحاظ سے اس کی زیادہ قیمت بھی نہیں ہوتی۔ ۲۵ پنس کی ایک بڑی اچھی ربڑ کی غلیل مل جاتی ہے جس کا فریم لوہے کا بنا ہوتا ہے اور وہ بڑی قابل اعتبار بھی ہوتی ہے۔ میں نے اُن کے ایک دو نمونے کر اپنے ہو ساتھیوں کو جو خدام الاحمدیہ کے نمائندے تھے اور میرے ساتھ قاصد ہو کر گئے تھے ان کو دے دیئے تھے کہ وہ اپنے پاس رکھیں ابتداء وہیں سے کی تھی۔

میں اس وقت یہ بتا رہا ہوں کہ مصلحت بتانا ضروری نہیں ہوتا۔ لیکن امام کے پیچھے

امام کی ڈھال کے پیچھے

کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ اور اسلام کی جنگیں لڑنا ضروری ہے۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ چونکہ مصلحت نہیں بتائی گئی۔ اس لئے ہم ڈھال سے پرے چلے جاتے ہیں۔ اس طرح تم اپنا نقصان کرو گے۔ اس طرح اسلام کی جنگ نہیں لڑی جا سکتی۔ ہرگز نہیں لڑی جا سکتی۔ امتِ محمدیہ پر ایک ایسا زمانہ بھی گزرا ہے جب امت کو ہر جگہ یہ ڈھال میسر نہ تھی یا چھوٹی چھوٹی ڈھالیں تھیں مگر امتِ محمدیہ بحیثیت امت اس ڈھال کے پیچھے نہیں لڑ سکتی تھی۔ وہ تو ایک جگہ جمع ہی نہیں ہو سکتی تھی۔ کیا اس وقت مسلمان نے کوئی ترقی کی؟ اس زمانہ کو مسلم اور غیر مسلم مؤرخین

تنزّل کا زمانہ

کہتے ہیں۔ اور یہ ایک حقیقت ہے۔ مگر اس کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اس فیج اعوج کے زمانہ میں خدا کے مقربین بندے لاکھوں کی تعداد میں پیدا ہوئے جنہوں نے اسلام کی شمع کو روشن رکھا۔ لیکن اسلام کی شمع ایک اور چیز ہے اور اسلام کا چاند ایک اور چیز ہے اور اسلام کا سورج تو اسلام کا سورج ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ لیکن سورج کے ہوتے ہوئے بھی کرۂ ارض پر رات آجاتی ہے اور سورج غروب ہو جاتا ہے اسی طرح روحانی سورج کا حال ہے۔ جب دنیا روحانی طور پر پرے ہٹ گئی اور اس کی روشنی سے خود کو محروم کر لیا۔ تو یہ گویا تاریکی کا زمانہ تھا۔ مگر اب پھر یہ چاند کی روشنی آ گئی ہے۔ اس کا عکس ہے کہ اس کا نور ہے کہ پیار کے ساتھ دنیا میں اسلام پھیلانا ہے۔ چاند کا اپنا کوئی نور نہیں ہے۔ مہدی معہودؑ کا اپنا کوئی نور نہیں ہے۔ لیکن مہدی معہودؑ کا انکار اس وجہ سے کہ اس کا اپنا کوئی نور نہیں ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا سب نور ہے۔ غلط ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہی نہیں فرمایا کہ اس کی بیعت کرکے اپنی گردن اسی کے جوئے کے نیچے لاؤ بلکہ ساتھ ہی یہ ارشاد بھی فرمایا ہے کہ پیار اور بشاشت کے ساتھ اس کی اطاعت کرو۔ اور یہ انہی کا ارشاد ہے جس نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میرا سلام اس کو پہنچا دو۔ چنانچہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ

محبت بھرا اسلام

مہدی معہود کو اس وقت جب آپ دنیا میں موجود تھے یا اب اپنی دعاؤں کے ذریعہ نہایت بشاشت سے پہنچا رہا ہے۔ اور خوشی سے پہنچا رہا ہے۔ اس کے دل میں تو اللہ تعالیٰ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے محبت کو جوش میں لا کر یہ کام اس سے لینا ہے۔

بہرحال اسلام پر ایک ایسا زمانہ آیا۔ جب یہ ڈھالیں اتنی چھوٹی ہو گئیں کہ امت محمدیہ اُن کے پیچھے سما ہی نہیں سکتی تھی۔ پھر مہدی معہودؑ کا زمانہ آ گیا۔ پھر اب یہ ڈھال بڑی ہو گئی اور امت محمدیہ نے پھر اپنے پورے عروج کو (جیسا کہ وہ نشأۃ اولیٰ میں پہنچی تھی) پہنچنا ہے۔ چنانچہ میں نے یورپ کے دورہ میں لوگوں کو بتایا۔ پیار سے بتایا۔ سمجھا کر بتایا۔ یہ بڑی لمبی باتیں ہیں جن کو میں بعد میں بیان کروں گا۔ اس وقت تو جیسا کہ میں نے بتایا ہے مختصراً اور اشارۃً چند باتیں بیان کروں گا۔ جو چیز میں نے وہاں دیکھی اور میرے لئے حیران کن تھی وہ یہ تھی کہ ہالینڈ میں (پریس کانفرنس تو نہیں تھی۔ پریس کے کچھ نمائندے آئے ہوئے تھے) پھر فرینکفورٹ میں۔ زیورک میں۔ ڈنمارک میں اور گوٹن برگ سویڈن میں پوری پریس کانفرنسیں تھیں۔ جن میں بڑے تیز قسم کے صحافی آئے ہوئے تھے۔ مگر کسی ایک نمائندے نے یہ نہیں کہا کہ آپ جو باتیں کہتے ہیں۔ وہ پیاری نہیں یا غلط ہیں۔ دو جگہوں پر آخر میں مجھ سے مختلف الفاظ میں ایک ایسا سوال کیا گیا جس کا جواب میں نہیں دے سکا۔ ڈنمارک میں مجھے ایک صحافی کہنے لگے کہ آپ نے جو باتیں ہم سے کی ہیں۔ وہ بڑی ہی پیاری ہیں اور بڑی اچھی لگی ہیں اور ان کی ہمیں ضرورت ہے لیکن آپ یہ بتائیں کہ ڈنمارک کے عوام تک ان باتوں کے پہنچانے کا آپ نے کیا انتظام کیا ہے؟ ابھی ہم انتظام نہیں کر سکے

یہ ایک حقیقت ہے

لیکن یہ ایک ایسا سوال ہو گیا جس کا جواب میرے پاس نہیں تھا اور مجھے شرمندہ کرنے والا تھا۔ لیکن یہ سوال آئندہ کے پروگرام کی بنیاد بننے والا ہے۔ اسی قسم کی اور باتیں تھیں۔ جن کے نتیجہ میں یورپ میں تبلیغ اسلام کا ایک بہت بڑا منصوبہ اللہ تعالیٰ نے ذہن میں ڈالا ہے جس کا تعلق بڑی حد تک اس بہت بڑے منصوبہ سے ہے جس کا ذکر اس کی تفاصیل کے ساتھ انشاء اللہ اور اسی کی توفیق سے جلسہ سالانہ کے موقع پر جماعت کو بتاؤں گا۔

دوست دُعا کریں

اللہ تعالیٰ صحت سے رکھے اور ذہن میں ہر قسم کی جلا پیدا کرے اور اس کے سارے پہلوؤں کو اجاگر پانے اور اجاگر کرکے۔ روشن کرکے آپ دوستوں کو دکھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

غرض دوست اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں کہ وہ اپنے فضل سے مجھے زندگی اور صحت دے تاکہ ایک بہت بڑا منصوبہ جو خدا تعالیٰ کے اذن سے ذہن میں آیا ہے۔ اس کو صحیح طور پر اور ضروری تفاصیل کے ساتھ جلسہ سالانہ کے موقع پر جماعت احمدیہ کے سامنے رکھنے کی توفیق پاؤں۔ تاہم یورپ میں تبلیغ کے پروگرام کے کچھ حصے کو میں اپنے خطبات میں بتاؤں گا۔ اب ایک ہی وقت اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ میرے سامنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ دو منصوبے آگئے جن کا آپس میں بھی بڑا گہرا تعلق ہے اور ویسے ایک کا تعلق صرف یورپ سے ہے اور دوسرے کا ساری دُنیا اور تمام بنی نوع انسان سے ہے کچھ حصے جو اس بڑے منصوبے سے بلا واسطہ تعلق نہیں رکھتے وہ بتادوں گا کہ بالواسطہ کیا تعلق رکھتے ہیں۔

جیسا کہ مَیں نے ابھی بتایا ہے پریس کانفرنس کے دوران دو جگہ ایک سوال کیا گیا اس نے مجھے سوچنے پر مجبور کیا اور سوچنے کے نتیجہ میں بہت سے کوائف معلوم کئے ہیں نے مبلغین کی ڈیوٹی لگائی ہے کہ فلاں فلاں معلومات حاصل کر کے مجھے بھجو کیونکہ یہ ہے بڑا ظلم کہ مہدی معہود علیہ السلام آگئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مَیں نے

اسلام کو غالب کرنے کی بنیاد

رکھدی۔ مگر اب تک تبلیغ کا دائرہ وسیع نہ ہو سکا جس کی وجہ سے دُنیا کا وہ حصہ جو اس وقت خدا سے بہت دُور ہے اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ باتیں تو اچھی ہیں۔ اسلام ہمارے مسائل حل تو کرتا ہے لیکن ہمارے عوام تک ان باتوں کے پہنچانے کا کیا انتظام کیا ہے۔

پس یہ سوال بُنیاد بنی اس یورپین منصوبہ کی جس کا ایک حصّہ آپ کے سامنے آجائے گا۔ اس کے لئے آپ کو انتظار کرنا پڑے گا۔ علاوہ ازیں ہم نے اس سفر میں خدا کے بڑے فضل دیکھے۔ اس کی رحمتوں کو دیکھا۔ چھوٹی چھوٹی چیزوں میں بھی اللہ تعالیٰ کے پیار کو پایا اور بڑی بڑی باتوں میں بھی اس کی صفات کے حسین جلوے دیکھے اور اس کے قادرانہ تصرفات کا مشاہدہ کیا۔

میں بہت الحمد پڑھتا ہوں اور آپ بھی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ جب میں جا رہا تھا تو اس وقت بعض منذر خوابوں میں بہت سی بشارتوں کے اشارے تھے۔ یہ خوابیں مومنین کو اس لئے بتائی جاتی ہیں کہ استغفار اور دعا اور توبہ اور رجوع الی الرب الکریم کے ساتھ ان حوادث سے بچنے کی کوشش کی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل فرمایا

خیر کے ساتھ ہم گئے اور خیر کے ساتھ ہم وہاں رہے اور خیر سے ہم انگلستان میں بھی اور یورپ کے دوسرے ملکوں میں بھی پھرے اور بے تکلف باتیں کیں ہر چھوٹے سے بھی اور ہر بڑے سے بھی۔ کہیں ایک جگہ بھی تکلیف کا احساس نہیں ہوا۔ انگلستان کی بات ہے ہم نے پریس کا جو انتظام کرنا تھا دو چھوٹے چھوٹے پریس خرید کر بھجوانے کا انتظام کر رہے ہیں۔ امید ہے ایک تو جلسہ سالانہ کے قریب یہاں بھی پہنچ جائے گا۔ یہ ابھی چھوٹے ہیں مگر بڑے کی ابتداء ہے۔ ان فرموں کے نمائندے جو ہمارے پاس معلومات بہم پہنچانے کے لئے آتے تھے اُن میں سے ایک کہنے لگا کہ میرا دل کرتا ہے تفصیل سننے کا۔ مَیں نے کہا مجبوری ہے اس وقت، وقت بہت کم ہے تفصیل نہیں بتا سکتے پھر کبھی وقت سہی۔ پس ہماری باتیں سننے کی طرف اُن کی توجہ ہے۔ اسلام کی باتیں سننے کی طرف توجہ ہے لیکن ہم نے سُنانے کے سامان پیدا نہیں کئے۔ اور اُن سامانوں کے مہیا کرنے کی طرف جتنی توجہ ہم کر سکتے ہیں اتنی بھی توجہ نہیں دیتے۔ غرض یہ منصوبے سامنے آجائیں گے۔ دوست بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایک تو سیلاب زدگان کی تکالیف کو دُور کرے۔ ہمارے پاکستانی بھائیوں کو سیلاب کی وجہ سے مختلف شکلوں میں بہت سی تکالیف کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ انہوں نے اپنے مکان بنانے ہیں۔ اپنے جانور خریدنے ہیں۔ نئے بیج مہیا کرنے ہیں۔ اپنی کھیتیاں تیار کرنی ہیں۔ اپنے لئے خوراک کا انتظام کرنا ہے۔ اپنے لئے کپڑوں کا انتظام کرنا ہے اور چیزیں بہت مہنگی ہوگئی ہیں اور پھر اپنے بچوں کی پڑھائی کا انتظام کرنا ہے اور کئی دِقتیں ہیں تاہم یہ آسمانی مصیبت تھی۔ اور اگر آسمان سے کسی وقت خدائی منشاء کے مطابق کوئی حادثہ نازل ہوتا ہے تو اس صورت میں اگر انسان انسان سے جھگڑ پڑے اور ایک دوسرے کو الزام دینے لگ جائے تو مسلمان کی عقل اس چیز کو تسلیم نہیں کرتی اس لئے سب کو مل کر یہ کام کرنا چاہیئے۔

ہمارے ایک سفیر نے ایک پریس کانفرنس سے پہلے مجھے کہا کہ

سیلاب زدگان کی امداد

کے لئے بھی آپ کچھ کہیں۔ مَیں نے ان کی بات سُن لی۔ مَیں نے تو اپنے رنگ میں کہنا تھا چنانچہ مَیں نے کانفرنس کے دوران کہا کہ بنی نوع انسان سے پیار اور اخوت کا رشتہ قائم کرنا چاہیئے یہ بیان کرنے کے بعد مَیں نے کہا مثلاً پاکستان میں سیلاب آیا اور ایک دُنیا اس وقت دکھ اور تکلیف میں مبتلا ہے اس وقت تمہاری بحیثیت انسان یہ ذمہ داری ہے کہ تم انسانی بھائیوں کی مدد کے لئے پہنچو اور مَیں تو بڑا حیران ہوتا ہوں کہ بعض لوگ اس کو ایک سیاسی مسئلہ بنا لیتے ہیں حالانکہ یہ ایک انسانی مسئلہ ہے۔ سیلاب زدگان تمہارے بھائی ہیں۔ تمہیں ان کی امداد کے لئے پہنچنا چاہیئے اور اسلام میں یہ تعلیم دی گئی ہے۔

پس دوست دعا کریں کہ پاکستان میں ہمارے جو بھائی بستے ہیں سیلاب کی زد میں آنے کی وجہ سے یا آگے سیلاب کی وجہ سے جو وسیع اثرات پیدا ہوئے ہیں۔ اُن کی وجہ سے تکلیف پہنچ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب کی تکالیف کو پورے طور پر دور فرمائے۔ اور اپنی رحمت سے اپنے بندوں کو نوازے۔ اور دُنیا کی آنکھ بھی اُن کو عطا فرمائے اور دین کی آنکھ بھی اُن کو عطا کرے تاکہ اُن کو ہر قسم کی خوش حال زندگی میسّر آئے۔

پھر دوست یہ بھی دعا کریں کہ

حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت

کا جو مقصد ہے یعنی ساری نوعِ انسانی کو امت واحدہ بنا کر، ایک خاندان بنا کر اور پیار اور محبّت کے بندھنوں میں باندھ کر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے، جماعت احمدیہ کو اُس مقصد کے پورا کرنے کے سامان جلد میسّر آجائیں اور ہماری حقیر اور ناچیز کوششوں میں اللہ تعالیٰ برکت ڈالے۔ ہماری زندگیوں ہی میں وہ مقصد پورے ہو جائیں یا اُن مقاصد کے پورا ہونے کی ہمیں ایک جھلک نظر آجائے۔ ہم خوشی اور بشاشت کے ساتھ اس دُنیا سے رخصت ہوں کہ ہم نے اپنی ذمہ داریوں کو ایک حد تک عاجز بندے ہونے کے باوجود نباہ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی اس کی توفیق عطا فرمائے۔

درخواست دعا:۔
خاکسار کی والدہ محترمہ لمبے عرصے سے بیمار ہیں آج کل ان کی حالت بہت تشویشناک ہے۔ احباب سے ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (بشیر احمد رائے زندگی۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع

(بقیہ صفحہ اول)

نماز جمعہ کے بعد تمام خدام و اطفال مقام اجتماع میں جمع ہونے شروع ہو گئے حتیٰ کہ جب پونے چار بجے شام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے تو خوبصورت شامیانوں اور قناتوں سے تیار کردہ وسیع و عریض پنڈال جس کے رقبہ میں سال گزشتہ کی نسبت خاصا اضافہ کیا گیا تھا۔ سامعین سے پُر ہو چکا تھا۔ اور ابھی مزید خدام اور ان کے علاوہ انصار صاحبان بھی کثرت کے ساتھ تشریف لا رہے تھے۔ جب حضور ایدہ اللہ بذریعہ کار تشریف لائے تو مجلس مرکزیہ کے مہتممین نے صدر محترم کے ہمراہ آگے بڑھ کر حضور کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ حاضرین نے پرجوش اسلامی نعرے بلند کر کے حضور کے ساتھ اپنی والہانہ عقیدت و محبت کا اظہار کیا

کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جو کہ مکرم لئیق احمد صاحب طاہر سابق مبلغ انگلستان نے کی۔ بعد ازاں حضور نے خدام سے ان کا عہد دہرایا اور پھر صدر مجلس اور مرکزی مہتممین کے ہمراہ حضور نے پنڈال سے باہر تشریف لے جا کر اپنے دست مبارک سے لوائے خدام الاحمدیہ لہرایا جو کہ ایک بہت بلند پول کے ساتھ بندھا ہوا تھا اس دوران جملہ حاضرین کھڑے رہے اور زیر لب دعاؤں میں مصروف رہے اور سٹیج پر سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار پڑھے جاتے رہے۔ اس موقعہ پر جناب صدر صاحب مجلس مرکزیہ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں وہ رومال پیش کیا جو حضور نے بطور علامت خدام کے لئے مقرر فرمایا ہے اور جو اکثر خدام نے پہن رکھا تھا حضور نے اسے قبول فرمایا اور پھر خود بھی اسے پہن کر خدام کو اعزاز بخشا۔

حضور کے سٹیج پر واپس تشریف لانے کے بعد عزیز فضل احمد صاحب (ابن مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب) نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم کے چند اشعار خوش الحانی کے ساتھ پڑھے جس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا بصیرت افروز خطاب شروع فرمایا۔

حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ قرآن کریم کی آیہ کریمہ کے اس حصہ میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں (۱) امت مسلمہ خیر امت ہے (۲) امت مسلمہ نوع انسان کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ حضور نے اپنے خطبہ جمعہ کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ خیر امت میں ان دو بنیادی صفات کا ہونا ضروری ہے (۱) وہ اپنی خداداد صلاحیتوں اور استعدادوں کو صحیح اور پوری نشوونما کے ذریعہ کمال تک پہنچانے کی کوشش کرے (۲) وہ قرآن عظیم کی تعلیم کو سمجھتی اس پر عمل کرتی اور دوسروں سے بھی عمل کروانے کی کوشش کرتی ہو

حضور نے اس سلسلے میں خدام کو ان کی اہم دینی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خدام کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتیں پوری طرح نشوونما پائیں اور وہ ہر قسم کی تنگی اور سختی برداشت کرنے کے عادی ہوں اسی صورت میں وہ دین کی خاطر قربانی کر سکتے ہیں اور بنی نوع انسان کی خدمت اور ہمدردی اور اشاعت قرآن عظیم کے سلسلے میں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے قابل بن سکتے ہیں۔

حضور نے جسمانی صحت کی اہمیت کے سلسلے میں سائیکل چلانے کی ورزش کو بہت ضروری اور اہم قرار دیا اور اپنی اس تحریک اور خواہش کا پھر اعادہ فرمایا کہ زیادہ سے زیادہ خدام کو سائیکل چلانا چاہیئے اس سے صحت بھی برقرار رہے گی وقت بھی ضائع نہیں ہوگا۔ اور دیگر کئی فوائد سے بھی وہ متمتع ہوں گے اس ضمن میں حضور نے اس امر پر خوشنودی کا اظہار فرمایا کہ اس اجتماع میں ۶۶۲ خدام ایسے ہیں جو سائیکلوں پر سفر کر کے ربوہ پہنچے ہیں ان میں کراچی اور سندھ جیسے دور دراز علاقوں کے خدام بھی شامل ہیں۔ حضور نے فرمایا ایسے احمدی سائیکل سواروں کی تعداد بہت جلد ایک لاکھ تک پہنچ جانی چاہیئے جو ۱۰۰ میل تک روزانہ سائیکل کا سفر کر سکیں اسی طرح غلیل رکھنے اور اس کا نشانہ سیکھنے کی بھی حضور نے تحریک فرمائی۔ حضور نے فرمایا تم امت مسلمہ کے افراد ہو۔ خیر امت ہونے کے لحاظ سے تم نے ہر میدان میں دوسروں سے آگے نکلنا ہے اور اپنی تمام صلاحیتوں کی نشوونما کو اس کی معراج تک پہنچانا ہے لیکن اپنی خادمانہ حیثیت کو ہمیشہ پیش نظر رکھو کیونکہ تم دنیا کی سچی اور بے لوث خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہو تم نے اسی خدمت کے ذریعے دنیا کے قلوب کو اسلام کے لئے جیتنا ہے اور اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے سو اپنی تمام صلاحیتوں کو پوری طرح نشوونما دے کر انہیں اس خدمت اور قربانی کے لئے وقف کر دو حضور کی یہ ولولہ انگیز تقریر کم و بیش ایک گھنٹہ تک رہی۔ بالآخر چار بجکر پچپن منٹ پر حضور کا یہ بصیرت افروز خطاب ختم ہوا۔ تقریر کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کرائی اور

اور پھر نعرہ ہائے تکبیر کے درمیان حضور واپس تشریف لے گئے اور اجتماع کی کارروائی پروگرام کے مطابق رات گئے تک جاری رہی۔

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے سولھویں سالانہ مرکزی اجتماع کی مختصر روداد

ناصرات الاحمدیہ سے حضرت سیدہ صدر صاحبہ صدر لجنہ مرکزیہ کا خطاب

ربوہ ۳ر نومبر۔ کل صبح ۸ بجے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا سولھواں سالانہ مرکزی اجتماع اپنی مخصوص دینی، تربیتی، اور علمی روایات کے ساتھ دفتر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے میدان میں قناتوں اور شامیانوں سے بنے ہوئے وسیع پنڈال میں شروع ہو گیا۔

اجتماع کا پہلا اجلاس ناصرات کے لئے مخصوص تھا۔ اس کی کارروائی اجتماعی دعا اور عہد نامہ دہرانے کے بعد تلاوت قرآن مجید اور نظم کے ساتھ شروع ہوئی۔

سب سے پہلے حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی نے ناصرات سے افتتاحی خطاب فرمایا آپ نے اپنے خطاب کے آغاز میں دعا فرمائی کہ خدا تعالیٰ سب ناصرات کو اپنے اجتماع میں شرکت کے لئے مرکز میں آنا مبارک کرے اور انہیں اجتماع کے ایام سے صحیح معنوں میں فائدہ اٹھانے کا موقع عطا فرمائے۔

آپ نے فرمایا آج بے شک تم بچیاں ہو مگر آئندہ قوم کا مستقبل تم سے ہی وابستہ ہے یہ خدا کا خاص فضل اور انعام ہے کہ اس نے تمہیں اسلام جیسی نعمت عطا کی اور پھر احمدی گھرانوں میں پیدا کیا تم حقیقی معنوں میں ناصرات الاحمدیہ تبھی کہلانے کی مستحق ہو سکتی ہو جب کہ تم اپنے عمل اپنے کردار و اخلاق اور اپنی قربانیوں سے اس امر کا ثبوت بہم پہنچاؤ کہ تم واقعی احمدیت کی ناصرات ہو۔ تمہارے اندر اسلام۔ احمدیت، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ حقیقی خلوص و عقیدت اور محبت و عشق پیدا ہونا چاہیئے اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ تم اپنے بزرگوں کے حالات اور اپنے مذہب کے دلائل و مسائل سے واقفیت حاصل کرو تبھی خدا اور اس کے رسول کے ارشادات پر عمل کرنے کا شوق تمہارے اندر پیدا ہوگا۔ حضرت سیدہ نے قرآن مجید پڑھنے اور سیکھنے کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی کیونکہ بغیر علم کے عمل ممکن نہیں ہے۔ پھر سب سے بڑھ کر خلیفہ وقت کی اطاعت کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ہماری ساری ترقیات خلافت کی اطاعت ہی سے وابستہ ہیں۔ خدا کرے کہ جب آپ کا عمل کا زمانہ آئے تو آپ حقیقت میں دین کا ستون ثابت ہوں۔ آخر میں آپ نے ناصرات کو بتایا کہ ان کے اس سال کے پروگرام میں سائیکل چلانا سیکھنا اور غلیل چلانا بھی شامل ہے۔ ہر جگہ ناصرات کی نگران اس کا انتظام کریں۔

افتتاحی خطاب کے بعد مقابلہ معیار سوم کے تقریری مقابلے کا آغاز ہوا۔ پروگرام میں مذکورہ عنوانات کے تحت آٹھ سے دس سال کی بچیوں نے حصہ لیا ان میں ربوہ۔ کراچی، لاہور، جھنگ، گوجرانوالہ، احمد نگر، سرگودھا، لائل پور، ملتان۔ بھیرہ۔ حافظ آباد۔ شیخوپورہ، سیالکوٹ، اسلام آباد، کھاریاں، سلب ملیر سے آنے والی بچیوں نے شمولیت کی۔ منصفین کے فیصلہ کے مطابق سعدیہ ضیا فضل عمر سکول ربوہ اول عاصمہ اسلام حافظ آباد دوم غنیفہ سوم قرار پائیں۔

نیز تمام حصہ لینے والی بچیوں کو انعام دیا گیا۔ اس کے بعد مقابلہ معیار دوم کا آغاز ہوا۔ اس میں ۱۱ سے ۱۳ سال کی عمر تک کی بچیوں نے حصہ لیا چنانچہ ربوہ۔ ساہیوال، حافظ آباد۔ حسن پور، کراچی۔ لاہور، جھنگ، گوجرانوالہ، احمد نگر، سرگودھا، لائل پور، ملتان، بھیرہ، شیخوپورہ، سیالکوٹ، اسلام آباد اور کھاریاں سے آنے والی بچیوں نے شمولیت کی۔ منصفین کے فیصلہ کے مطابق ندرت فضل عمر سکول ربوہ اول فرحانہ بشیر فضل عمر سکول دوم امۃ الجمیل اسلام آباد اور قانتہ بشریٰ نصرت گرلز سکول ربوہ سوم قرار پائیں۔ اسی طرح ناصرہ لائل پور، نصیرہ خورشید کراچی۔ نسرین اختر جھنگ اور امۃ الباری نصرت گرلز سکول کو خاص انعامات دیئے گئے۔

اس کے بعد مقابلہ معیار اول شروع ہوا مختلف شہروں سے آنے والی چودہ سے پندرہ سال تک کی ناصرات نے اس میں حصہ لیا منصفین کے فیصلہ کے مطابق امۃ العفور فضل عمر سکول ربوہ اور امۃ النصیر نصرت سکول ربوہ اول امۃ الباسط کراچی قیادت ۲ دوم ناصرہ مرزا سوم قرار دی گئیں بشریٰ قادر کراچی فوزیہ صادق لاہور اور امۃ المتین اسلام آباد کو انعام خصوصی دیا گیا۔

اس کے بعد انعام پانے والی طالبات کو حضرت سیدہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے انعامات عطا فرمائے۔ اس طرح ہمارا پہلے دن کا پہلا اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اس وقت تک ۱۰۰ لجنات کی طرف سے ۳۰۰ سے نمائندگان تشریف لا چکی ہیں۔ (نامہ نگار)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۹۴